پروفیسر شیخ عبدالرشید☆

آلودگی، دین فطرت اور ہم

آج کا دور آلودگی کا دور ہے۔ اس آلودگی کی تباہ کاریوں سے دنیا کو روشناس ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ پھر بھی جگہ جگہ اور بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ حضرت انسان کی طرف سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کیے جانے والے نت نئے تجربات کے باعث زمین کی فضا اس قدر زہریلی اور خطرناک ہو رہی ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو جلد ہی فضا اس قدر مکدر ہو جائے گی کہ کرہ ارض پر حیاتیاتی زندگی کا امکان باقی نہ رہے گا۔ بعض سائنس دان تو اس حد تک مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ کرہ ارض پر زندگی چند برس کی مہمان ہے۔ زندگی کی مختلف جہتوں میں آلودگی کا زہر جس طرح سرایت کر گیا ہے، اس کے پیش نظر کئی ماہرین حیاتیات کا خیال ہے کہ اتنا آلودہ فضا اور کثیف حالات میں انسان کا زندہ رہ جانا ہی ایک معجزہ ہے، تاہم وہ اس معجزے کے باوجود مستقبل کے بارے میں زیادہ پر امید نہیں ہیں۔ چنانچہ اس وقت سب سے اہم سوال یہ ہے کہ انسان کو مکمل تباہی سے کیسے باز رکھا جائے؟ بظاہر یہ بڑا سیدھا سا سوال ہے لیکن اگر اس سوال کو محض تکنیکی یا سائنسی سمجھا جائے تو یہ ایک ایسی غلطی ہوگی جس کے نتائج کا تحمل شاید نہ کیا جا سکے۔ سب سے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ آلودگی پیدا کرنے والا انسان کس قسم کی حیاتیاتی، طبیعیاتی، نفسیاتی اور جذباتی حالت میں ہے اور کیا آج کے انسان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ زمین کو اس ممکنہ عذاب سے بچا لے جو خود اسی کے ہاتھوں ظہور میں آنے ہے؟

تہذیب انسانی کے ہر دور میں جن باتوں کو تبدیلی کے طور پر محسوس کیا جاتا ہے، ابتدا میں اکثر انہیں ترقی سمجھا جاتا ہے، لیکن بعد میں انہیں مراجعت تصور کیا جاتا ہے۔ پھر ایک ایسا وقت بھی آ جاتا ہے کہ مبالغہ آمیزی شروع ہو جاتی ہے۔ آج سے پانچ چھ دہائیاں قبل نیوکلیر پاور کا پہلی بار تذکرہ ہوا تو یہ خیال کیا جانے لگا کہ اس ایجاد کی بدولت بجلی کی کوئی کمی نہیں رہے گی۔ بعض مغربی ممالک نے تو اس کے ذریعے سے پانی کو منجمد کر کے اسے افریقہ کے صحرائے اعظم تک پہنچانے کے دعوے شروع کر دیے تھے۔ یہ پہلی منزل تھی، جسے ترقی کا نام دیا گیا، لیکن جب نیوکلیر پاور پلانٹ لگائے گئے تو پتہ چلا کہ انہیں ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی کی بہت بڑی مقدار درکار ہوگی اور جب یہی گرم پانی خارج ہوگا تو وہ اس قدر زہر آلود ہو چکا ہوگا کہ پانی میں رہنے والی ہر جاندار شے تباہ ہو جائے گی۔ یہ دوسری یعنی مراجعت کی منزل تھی۔ چنانچہ اس کے پیش نظر کئی ناقدین و مخالفین نے یہ مطالبہ کرنا شروع کر دیا کہ نیوکلیر پاور کے ذریعے سے بجلی پیدا کرنے کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ یہ

☆ شعبہ سیاسیات۔ گورنمنٹ زمیندار کالج، گجرات۔ ibnemajeed@yahoo.com

تیسری منزل یعنی ردعمل کی انتہا تھی، ضرورت اس امر کی تھی کہ پانی کو ٹھنڈا کرنے کا کوئی نعم البدل تلاش کر کے نیوکلیر ری ایکٹر سے جو فائدہ ہوسکتا ہے، اسے تو حاصل کیا جائے مگر اس کی وجہ سے جو آلودگی پیدا ہوتی ہے، اس سے بچا جا سکے۔

اسی مسئلے کو ایک اور تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ عصر حاضر میں اگر ایک طرف علم اور سائنس عروج پر ہے تو دوسری طرف مذہبی، روحانی اور اخلاقی اقدار زوال پزیر ہیں۔ اس اخلاقی و روحانی انحطاط نے آج کے انسان کو نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر المیہ یہ ہوا کہ مادی ترقی کی دوڑ میں اندھا دھند بھاگتے ہوئے انسان کے ذوق جمالیات میں تیزی سے کمی واقع ہوتی جا رہی ہے۔ درحقیقت انسان کی جمالیاتی حس کی کمزوری ہی ذہنی، باطنی، فضائی اور ماحولیاتی بلکہ تمام اقسام کی آلودگیوں کا کلیدی سبب ہے۔ لہٰذا اگر ہم حقیقی معنوں میں کرہ ارض کو بچانے کے خواہش مند اور آلودگی کے خاتمے کے آرزو مند ہیں تو ہمیں انسانی روح کے اس روز بروز بڑھتے ہوئے سرطان کا علاج کرنا ہوگا جس نے ہمارے دلوں سے فطرت کے حسن و جمال کی قدر و قیمت اور احترام کو ختم کر دیا ہے، کیونکہ محض سائنسی معلومات اور مادی وسائل کے سہارے تسکین قلب کا حصول ممکن نہیں۔ مشہور انگریز شاعر لارڈ ٹینی سن نے اپنی ایک نظم میں کیا خوب بات کہی تھی:

Let knowledge flow from more to more
But more of reverence in us dwell

یعنی علم میں جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے، وہ تو اچھا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں احترام کا جذبہ جاگزیں ہو۔ بلاشبہ ہمارے پاس بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم ممکنہ تباہی اور ہولناکیوں سے محفوظ رہنے کے لیے آج کے انسان میں جمالیاتی حسن کو بیدار کر کے فطرت کے احترام کا جذبہ پیدا کریں۔ دنیا جب سے قائم ہے، دانش مندوں، مفکروں، فلسفیوں، علما، حکما اور پیغمبروں نے فطرت کے حسن وصداقت اور فضیلت کے اعتراف واحترام کے ذریعے سے ہی روح کے سرطان اور ذوق جمالیات کے فقدان کا علاج کیا ہے۔

لاریب! فطرت کی رنگینی حسن کامل کے جن اصولوں پر کارفرما رہتی ہے، ان کے بارے میں فکر وتدبر سے کام لیا جائے تو ہمارا دل دائمی احساس احترام پر مجبور ہو جاتا ہے۔ صاحب بصیرت و بصارت جانتے ہیں کہ یہ کائنات جو بظاہر مادی دکھائی دیتی ہے، عملی اعتبار سے روحانی ہے۔ یہ درخشاں آسمان، زرخیز زمین، پہاڑوں کے تیکھے، مہکتے ہوئے پھولوں کی گل کاریاں، شگفتہ غنچوں کی کیاریاں، بدلتے ہوئے موسم ومناظر، لہراتی ہوئی ندیاں، بل کھاتے دریا، اور شور مچاتی آبشاریں محض مفید ہی نہیں، ان کی خوبصورتی اور حسن ہمیں سرشار بھی کرتا ہے۔ اسی لیے تو جان کیٹس کو کہنا پڑا کہ خوبصورت چیز دائمی مسرت کا باعث ہوتی ہے۔ فطرت کا حسن جہاں دل کو سکون اور راحت بخشتا ہے، وہاں قلب ونظر کو تمام آلودگیوں اور گرد وغبار سے بھی پاک کرتا ہے۔ ممتاز قلمکار وکٹر ہیوگو نے اپنے عظیم شاہکار Les Miserables میں ایک پادری کا تذکرہ کیا ہے جو اپنے علاقے کا دورہ کرتے کرتے ایک ایسے مکان پر پہنچ گیا جو ایک پہاڑ کی چوٹی پر تھا اور وہاں سے ایک وادی نظر آتی تھی۔ جس شخص کا یہ مکان تھا، اس کے بارے میں گاؤں والوں نے پادری سے شکایت کی کہ یہ شخص اتنا غیر دیندار ہے کہ اتوار کے روز بھی گرجا گھر نہیں جاتا۔ چنانچہ پادری نے موقع پا کر اپنے میزبان سے اس سلسلے میں گفتگو کی اور پوچھا کہ تم آخر اتوار کے دن عبادت میں کیوں شریک نہیں ہوتے۔ اس پر اس شخص نے پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

''جناب! ہر روز صبح کو جب میں اٹھتا ہوں اور اپنے کی چھت سے سورج کو نکلتے دیکھتا ہوں تو میرے دل سے بے ساختہ ایک آہ نکل جاتی ہے اور میں چپ چاپ کافی دیر تک قدرت کا یہ کرشمہ دیکھتا رہتا ہوں۔'' یہ سن نے پادری نے اس شخص کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور بولا، میرے دوست جتنی بکواس میں کرتا رہتا ہوں، اس کے بجائے کاش میں بھی اس طرح خدا کی پرستش کر سکتا، جس جذبہ احترام کے ساتھ تم طلوع آفتاب کے منظر کو دیکھتے ہو۔'' اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے مجھے عالمی شہرت یافتہ شاعر فطرت ورڈز ورتھ کے یہ خوبصورت خیالات یاد آ رہے ہیں:

"Nature never did betray
The heart that loved her; 'tis her privilege,
Through all the years of this our life, to lead
From joy to joy; for she can so inform
The mind that is within us, so impress
With quietness and beauty, and so feed
With lofty thoughts, that neither evil tongues,
Rash judgements, nor the sneers of selfish men,
Nor dreary intercourse of daily life
Shall ever prevail against us, or disturb
Our cheerful faith, that all which we behold
Is full of blessing."

''فطرت نے کبھی اس دل سے بے وفائی نہیں کی جس نے اس سے محبت کی۔ صرف فطرت ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہمیں زندگی بھر مسرتوں سے ہمکنار کرتی رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمارے دل و دماغ کو اس طرح سکون اور خوبصورتی سے متاثر کر دیتی ہے اور ہمارے خیالات کو اتنا بلند کر دیتی ہے کہ پھر کوئی بات بھی ہمارے اس عقیدے کو متزلزل نہیں کر پاتی کہ ہمارے گرد و پیش جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے، اس میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ پھر نہ تو لوگوں کی بدزبانی دل پر اثر کر پاتی ہے اور نہ خود غرض لوگوں کی طنز و حقارت۔ پھر زندگی کی بے کیفی بھی دل کو مغموم نہیں کر پاتی۔''

صرف مغربی ادب ہی نہیں، خود ہماری مقدس آفاقی کتاب قرآن مجید میں غور کرنے والوں کے لیے چالیس ابواب میں فطرت اور حسن فطرت کے مختلف پہلوؤں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سورۃ رحمٰن میں تو دریاؤں، سمندروں، پہاڑوں، ریگستانوں کی جانب اور ان سب چیزوں کے درمیان جو کچھ ہے، ان کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے انسان ۲۳ مرتبہ ''فبایّ الآء ربکما تکذبن'' پکار اٹھتا ہے۔ سنسکرت کی ایک کہاوت ہے ''پنڈے سو برہمن ڈے'' جس کا مطلب ہے کہ جو کچھ کائنات میں ہے، وہی تمھارے جسم میں ہے۔ اسی لیے تو ہمیں بار بار یہ بتایا جاتا ہے اور بالکل صحیح بتایا جاتا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور ہاں، اگر اسلام دین فطرت ہے تو پھر احترام فطرت عین اسلام ہے۔ یہ بات ہم تمام بنی نوع انسان کو نہ سہی، صرف امت مسلمہ کو ہی باور کرانے میں کامیاب ہو جائیں تو یقین جانیے کہ ہر قسم کی آلودگی میں

بے حد کمی واقع ہو جائے۔ جس دین کے پیغمبر اعظم ﷺ نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہو، اس کے پیروکاروں کا جسم، گھر، گلیاں اور محلہ غلیظ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام دین فطرت ہے تو پھر کیا دھویں اور غلاظت سے فضا اور پہاڑوں، ندیوں، نالوں اور حسن فطرت کو نقصان پہنچانے والے سچے مسلمان ہو سکتے ہیں؟ ہر مسلمان کے دل میں احترام فطرت کا جذبہ جاگزیں ہونا لازم ہے۔ ہمیں اپنی تعلیم وتبلیغ میں اسلام کے اس خوبصورت پہلو کا تذکرہ خوب کرنا ہوگا۔ ہم سب کا فرض ہے کہ یہ جذبہ پیدا کر کے ایمان کو مضبوط بنائیں اور آلودگی کا خاتمہ کریں، کیونکہ دھیرے دھیرے ہمارے جسم میں دوڑتے ہوئے خون کی طرح آلودگی ہمارے ماحول کا حصہ بنتی جا رہی ہے۔ یہ لکڑی میں دیمک کی طرح ہمارے ماحول کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ اسے روکنا، اس کے خلاف جہاد کرنا ہم سب کا سماجی و دینی فریضہ ہے اور اگر ہم خدانخواستہ اسے روکنے میں ناکام رہے تو پھر وہ دن دور نہیں جب اس کرہ ارض پر آلودگی تو ہوگی، مگر انسان نہیں ہوگا۔

الشریعہ

اسلامی ویب سائٹ

اردو زبان میں

اسلام کیا ہے؟	مضامین ومقالات
ماہنامہ الشریعہ	آپ نے پوچھا
اسلامی ویب سائٹس	ڈائریکٹری

www.alsharia.org

تصحیح

الشریعہ کے اپریل ۲۰۰۶ء کے شمارے میں میاں انعام الرحمٰن صاحب کے مقالہ ’’سیرت نبوی اور ہجرت: ایک معنویاتی مطالعہ‘‘ میں ’’اے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، اور امیہ بن خلف کو اپنی رحمتوں سے دور کر دے‘‘ کے الفاظ میں ایک دعا غلطی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو گئی ہے۔ (ص ۳۴، سطر ۴) یہ الفاظ حقیقت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔ ادارہ اس فروگزاشت پر معذرت خواہ ہے۔ (مدیر)